کتابچہ
نمبر 17

عظمتِ سادات

آیتِ ولایت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کا تعارف

مُرتّب :آغا سید محمد شاہ چشتی

نظر ثانی : مفتی سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب دامت برکاتہ

پیشکش : سید الطاف حسین شاہ چشتی دوپاسی
(چیر مین تحریک اتحاد بین السادات پاکستان)

https://www.youtube.com/@Haq.Dopasi
haq.dopasi.786@gmail.com
Contact No 0301-2115588
0311-2115588

تحریکِ اتحاد بین السادات پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلوٰةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكوٰةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ (سورہ المائدہ آیت ۵۵)

ترجمہ: ایمان والو بس تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ صاحبان ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکواۃ دیتے ہیں

قرآن مجید میں سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ نے تین ولائیتوں کا تذکرہ کیا ہے ایک اپنی ولایت کا دوسری رسول اکرم ﷺ کی ولایت کا اور تیسری ولایت اس شخص کی جس نے رکوع کی حالت میں زکواۃ دی۔ رکوع کی حالت میں زکواۃ دینا یہ ایک خاص شخص کی طرف اشارہ ہے کہ جس نے اچھوتے انداز میں ایک خاص فعل انجام دیا جس کی بنا پر وہ خاص الٰہی ولایت کا موجب قرار پایا۔ یہ قرآن مجید کا حضرت علی کے تعارف کا خاص انداز ہے۔

یہ آیت مجیدہ ایک واقعے کے نتیجہ میں نازل ہوئی جسے واقعہ تصدق بالخاتم (انگوٹھی صدقہ کرنے کا واقعہ) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ امیر المومنین علیؑ مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک سوالی داخل ہوا اور لوگوں سے مالی مدد مانگی لیکن کسی نے اُس کی مدد نہ کی۔ جب وہ مایوس ہو کر مسجد سے نکلنے لگا تو امیر المومنین نے انگلی کے ذریعے انگوٹھی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ قریب آیا اور انگوٹھی اُتار لی جبکہ اس وقت امیر المومنین حالت رکوع میں تھے۔ یہ واقعہ اہل سنت اور مکتبِ اہلبیت دونوں کی کتب میں مذکور ہے اور دونوں کے ہاں معروف بھی ہے۔ اہلسنت محدث حافظ عبید اللہ بمعروف حاکم حسکانی اور علامہ بحرانی نے اہلسنت کے ذرائع سے پچاس کے قریب احادیث نقل کی ہیں۔ جبکہ حدیث کے معتبر اور متواتر ہونے کے لیے دس سے زیادہ صحابہ کا بیان کرنا ہی کافی ہوتا ہے

کتب اہل سنت میں اس واقعہ کے طریق اور اسانید

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک مخصوص عقیدے کے لوگوں کی پھیلائی ہوئی باتیں ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے ہمارے اہلسنت کی کتابیں چاہے وہ کتب تفسیر ہوں، یا تاریخ ، یا کتب حدیث ہوں تمام میں جابجا یہ واقعہ بیان ہوا ہے۔ تین سو کے قریب اصحاب تابعین و تبع تابعین وار بابِ سیر و تاریخ نے اسے بیان کیا ہے۔

ا۔ امیر المومنین حضرت علیؓ کی روایت

ابن کثیر نے اپنی کتاب "البدایہ والنہایہ میں عبدالرحمن بن مسلم الرازی سے نقل کیا ہے، انہوں نے محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے ضریس العبدی سے، انہوں نے عیسیٰ بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عمر بن علی بن ابی طالبؑ سے نقل کیا ہے، وہ کہتا ہے

مجھے میرے والد نے، انہوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا... رسولؐ خدا پر نازل ہوئی تو آپؐ اپنے حجرے سے نکلے اور مسجد میں داخل ہوئے دیکھا کہ لوگ نماز میں مشغول ہیں، کوئی قیام کی حالت میں کوئی رکوع کی حالت میں ہے۔ آپؐ نے وہاں ایک سوالی کو دیکھا تو آپ نے اس سے پوچھا: کیا تمہیں کسی نے کچھ دیا ہے؟ تو اس نے کہا: نہیں سوائے شخص کے جو حالت رکوع میں ہے جو کہ علیؑ ہے اس نے مجھے اپنی انگوٹھی دی ہے۔

(البدایہ والنہایہ، جلد ۷، صفحہ ۳۹۰)

۲۔ صحابی رسولؐ عبداللہ بن عباسؓ کی روایت

خطیب البغدادی نے اپنی کتاب "المتفق" میں روایت کی ہے کہ ہمیں اس حدیث کے بارے میں ابوالحسن محمد بن محمد بن علی الشروطی نے خبر دی ہے، انہوں نے کہا کہ مظفر بن نطیف بن عبداللہ مولیٰ بنی ہاشم نے انہیں بتایا، انہیں محمد بن مخلد نے بتایا، انہیں ابواسحاق ابراہیم بن ابی یحییٰ نے بتایا، انہیں محمد بن عمر یعنی ابن بشیر نے بتایا، انہیں مطلب بن زیاد نے بتایا، انہوں نے السدی سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی عیسیٰ سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت علیؑ نے حالت رکوع میں انگوٹھی صدقہ میں دی تو نبی کریم ﷺ نے سوالی سے پوچھا: تمہیں یہ انگوٹھی کس نے عطا کی؟ کہا: اُس نے جو ابھی رکوع کر رہا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا .... نازل فرمائی اور اس انگوٹھی پر یہ نقش لکھا ہوا تھا: سُبحان من فخرنی بانی عبدہ۔ پاک ہے وہ ذات جس کا بندہ ہونے پر مجھے فخر ہے۔ اس کے بعد آپ نے انگوٹھی پر یہ لکھا تھا: الله الملك ۔ (المتفق والمفترق، جلد ۲ صفحہ ۱۳۹)

عبداللہ بن عباس سے یہ واقعہ کئی اسانید اور کئی طرق سے کتب تفسیر اور تاریخ میں روایت ہوا ہے۔

۳۔ صحابی رسولؐ عمار بن یاسرؓ کی روایت

طبرانی نے اپنی کتاب المعجم الاوسط میں اسحاق بن عبداللہ بن محمد بن علی بن الحسین سے روایت کی ہے، انھوں نے الحسن بن زید سے، انہوں نے اپنے والد زید بن الحسن سے، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے کہ میں نے عمار بن یاسر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ : حضرت علی بن ابی طالبؑ کے سامنے ایک سوالی آیا جبکہ آپ مسجد میں مستحب نماز کی حالت رکوع میں تھے تو آپ نے اپنی انگوٹھی اتار کر سوالی کو عطا کی۔ سوالی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس بارے میں انہیں خبر دی تو آپ پر یہ آیت: إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ... نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت سب کے سامنے تلاوت کر کے فرمایا: من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال

من والاہ وعاد من عاداہ "جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے اے اللہ! تو اُسے دوست رکھ جو علی سے دوستی رکھے اور اسے دشمن رکھ جو علی سے دشمنی رکھے"۔ (المعجم الاوسط، جلد ۲ صفحہ ۲۱۸)

۴۔ صحابی ابو رافعؓ کی روایت

طبرانی نے معجم الکبیر میں محمد بن عثمان بن ابی شیبہ سے روایت کی ہے، انہوں نے یحییٰ بن الحسن بن الفرات سے نقل کیا ہے، انہیں علی بن ہاشم نے خبر دی ہے، انہوں نے محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع سے نقل کیا ہے، انہوں نے عون بن عبد اللہ بن ابی رافع سے روایت کی ہے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے جد ابو رافع سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپؐ سو رہے تھے یا آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ دیکھا کہ گھر کے ایک طرف ایک سانپ ہے اسے مارنا مجھے اچھا نہیں لگا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ بے آرام نہ ہو جائیں۔ پس میں رسول اللہ ﷺ اور سانپ کے درمیان لیٹ گیا تاکہ اگر کچھ ہو تو میرے ساتھ ہو لیکن رسول اللہ ﷺ محفوظ رہیں۔ اتنے میں آپ ﷺ یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے بیدار ہوئے: إِنما وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا ..راوی کہتا ہے: میں نے الحمد للہ کہا۔ تو مجھے اپنے قریب دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: آپ یہاں کیوں لیٹے ہوئے ہو؟ میں نے کہا: اس سانپ کی وجہ سے۔ آپؐ نے فرمایا: اٹھو اور اسے مار دو میں اُٹھا اور اسے مار دیا تو آپؐ نے الحمد للہ پڑھا۔ آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے ابو رافع! میرے بعد ایک قوم علی سے جنگ کرے گی، اللہ نے ان کے خلاف جہاد کو واجب کر دیا ہے۔ جو ان کے مدمقابل جا کر نہیں لڑ سکتے ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی زبان سے ان کے خلاف جہاد کریں اور جو اپنی زبان کے ذریعے بھی ان کے خلاف جہاد نہیں کر سکتے، ان کے لیے اپنے دل سے جہاد کرنا ضروری ہے۔

(المعجم الکبیر جلد ۱ صفحہ ۳۲۰)

۵۔ صحابی رسول مقداد بن الاسود کی روایت

الحاکم الحسکانی نے اپنی کتاب شواہد التنزیل میں ابو عثمان سعید بن محمد الحیری سے نقل کیا ہے، ان کے بقول: مجھے ابو بکر محمد بن احمد المدنی نے بتایا، انہیں الحسن بن اسماعیل نے، انہیں عبد الرحمن بن ابراہیم الفسری نے انہیں ان کے والد نے، انہیں علی بن صدقۃ نے، اس نے ہلال سے نقل کیا ہے، اس نے مقداد بن الاسود الکندی سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بدو دیہاتی آیا جس نے اپنی کمان کے سہارے کھڑے ہو کر بہت طولانی گفتگو کی۔ یہاں تک کہ کہنے لگا: علی ابن ابی طالبؑ مسجد میں ظہر و عصر کے درمیان مستحب نماز میں مشغول تھے کہ اسی حالت میں اسے انگوٹھی عطا کی نبی اکرم ﷺ نے یہ سنتے ہی حضرت علیؑ سے فرمایا: مبارک ہو، مبارک ہو، مبارک ہو، آپ جنت کے مزین حجروں کے مالک بن

گئے ہیں۔

ایسے میں اعرابی نے یہ اشعار پڑھنا شروع کیے:

یا ولی المومنین کلهم	وسیّد الأوصیاء من آدم
قد فزت بالنفل یا ابا الحسن	اذ جادت الکف منك بالخاتم
فالجود فرع وانت مغرسه	وانتم سادة لذا العالم

"اے تمام مومنین کے امیر اور اولاد آدم میں سے تمام اوصیاء کے سردار! ایک نفل نماز میں انگوٹھی صدقہ کر کے آپ کامیاب ہو گئے۔ کیوں نہ ہو جود و سخا تو فرع ہے اور اصل منبع جود و سخا آپ کی ذات ہے اور آپ لوگ ہی ہیں جو اس کائنات کے سید و سردار ہیں۔"

اس وقت حضرت جبرئیل یہ آیت إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُونَ لے کر نازل ہوئے۔ (شواہد التنزیل، جلد ۱ صفحہ ۲۲۸)

۶۔ صحابی رسول ابوذر غفاریؓ کی روایت

الحاکم الحسکانی نے شواہد التنزیل میں ابوالحسن محمد بن القاسم الفقیہ الصیدلانی سے روایت کی ہے، انہوں نے ابو محمد عبداللہ بن احمد الشعرانی سے نقل کیا ہے، انہیں ابو علی احمد بن علی بن رزین الباشانی نے بتایا، انہیں المظفر بن الحسن الانصاری نے خبر دی، انہیں السندی بن علی الوراق نے بتایا، انہوں نے یحییٰ بن عبدالحمید المانی سے، انہوں نے قیس بن الربیع سے، انہوں نے الاعمش سے، انہوں نے عبایۃ بن ربعی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس "زمزم کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے کہ کہتے ہیں: جب ایک عمامہ پوش آدمی سامنے آیا اور قال رسول اللہؐ کہہ کر گفتگو شروع کی تو ابن عباسؓ نے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے اپنے چہرے سے عمامہ کا کپڑا ہٹایا اور کہا: اے لوگو! جو مجھے جانتے ہیں سو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے وہ جان لیں کہ میں جندب بن جنادہ البدری ابوذر الغفاری ہوں۔ میں نے اپنے ان دونوں کانوں سے رسول اللہؐ کو کہتے ہوئے سنا ہے، اور اگر نہ سنا ہو تو یہ بہرے ہو جائیں اور اپنی دونوں آنکھوں سے انہیں کہتے ہوئے دیکھا ہے اور اگر نہ دیکھا ہو تو یہ اندھے ہو جائیں۔ آپ فرما رہے تھے کہ علیؑ تمام مخلوقات کے قائد و سردار ہیں اور کفار سے جنگ اور قتال کرنے والے ہیں۔ جو ان کی نصرت کریں گے وہی کامیاب ہیں، اور جو انہیں چھوڑ دیں گے وہ ذلیل و رسوا ہوں گے۔ آگاہ ہو جاؤ! میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز ظہر پڑھ رہا تھا کہ مسجد میں ایک سوالی داخل ہوا اور اہل مسجد سے سوال کیا لیکن کسی نے اسے کچھ نہ دیا۔ تو اس نے اپنے ہاتھ بلند

کر کے کہنا شروع کیا: اے اللہ! گواہ رہنا میں نے تیرے رسولؐ کی مسجد میں سوال کیا لیکن کسی نے مجھے کچھ نہ دیا۔ اس وقت حضرت علیؑ حالت رکوع میں تھے۔ انہوں نے سوالی کو دائیں ہاتھ سے اشارہ کیا جس میں انگوٹھی تھی۔ آپ نے اُسے اُتارنے کا اشارہ کیا تو سائل ان کے قریب آیا اور ان کی انگلی سے انگوٹھی اُتار لیا۔ یہ واقعہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش آیا۔ جیسے ہی آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اپنا چہرہ آسمان کی طرف کر کے فرمایا: "اے اللہ! میرے بھائی موسیٰؑ نے آپ سے سوال کیا کہ اے میرے پروردگار! میرا سینہ کشادہ فرما، میرے اُمور آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے اہل سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اور اس کے ذریعے میری پشت پناہی فرما اور اسے میرے کام میں شریک فرما۔ تو تو نے ان کی دُعا قبول کرتے ہوئے فرمایا: "ہم تیرے بھائی کے ذریعے تیری پشت پناہی کرتے ہیں۔ اے اللہ! میں محمد تیرا نبی اور برگزیدہ ہوں، پس میرا سینہ کشادہ فرما، میرے کام آسان فرما اور میرے اہل میں سے میرے بھائی علیؑ کو میرا وزیر بنا اور اس کے ذریعے میری پشت پناہی فرما۔ ابوذر کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! رسولؐ اللہ کے دُعائیہ کلمات ابھی مکمل نہیں ہوئے تھے کہ اللہ کی طرف سے حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور کہا: اے محمدؐ! آپ کو مبارک ہو اس پر جو اللہ نے آپ کے بھائی کے بارے میں آپ کو عطا کیا ہے! آپ نے فرمایا: کیا عطا کیا ہے اے جبرئیل؟ کہا: اللہ نے آپ کی اُمت کو قیامت تک کے لیے یہ حکم دیا ہے کہ وہ علی کی پیروی کریں اور یہ آیت بنازل فرمائی ہے: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ۔ (شواہد التنزیل، جلد ۱، صفحہ ۲۲۹)

۷۔ صحابیِ رسول جابر بن عبداللہ الانصاری کی روایت

حاکم ابو عبداللہ الحافظ نے بارہا یہ روایت نقل کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے ابو بکر محمد بن جعفر بن یزید الآدمی قاری بغداد نے خبر دی ہے، انہیں احمد بن موسیٰ بن یزید الشطوی نے بتایا، انہیں ابراہیم بن ابراہیم ابو اسحاق الکوفی نے بیان کیا، انہیں ابراہیم بن الحسن التغلبی نے بیان کیا، انہیں یحییٰ بن یعلی نے خبر دی ہے، انہیں عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے ابو زبیر سے نقل کیا ہے، انہوں نے جابر سے نقل کیا ہے۔ جابر نے بیان کیا: عبداللہ بن سلام کے ساتھ ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ شکایت لے کر آئی کہ جب سے ہم نے اسلام قبول کیا ہے لوگوں نے ہم سے دوری اختیار کر لی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی سوالی تلاش کر کے لاؤ ہم مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں ایک مسکین کو پایا جسے ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے تو آپؐ نے اس سے پوچھا: کیا تمہیں کسی نے کچھ دیا؟ اس نے کہا: جی ہاں! جب میں ایک بندے کے پاس سے گزرا جو نماز پڑھ رہا تھا تو اس نے اپنی انگوٹھی مجھے عطا کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جاؤ انہیں وہ شخص دکھاؤ جابر کہتا ہے: ہم چلے اور مسجد میں آکر دیکھا تو حضرت علیؑ ہیں جو نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس سوالی نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ

ہے وہ آدمی۔ ہم وہاں سے واپس ہوئے تو یہ آیت: اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمْ رٰکِعُوْنَ نازل ہوئی۔ (شواہد التنزیل، جلد ۱، صفحہ ۲۲۹)

۸۔ صحابی انس بن مالک کی روایت

حاکم الحسکانی نے اپنے والد حاکم اور محمد بن قاسم سے نقل کیا ہے، ان دونوں نے کہا: انہیں محمد بن عمر بن عثمان الواعظ نے اس کی خبر دی ہے، انہیں محمد بن احمد بن ایوب بن الصلت المقرئی نے بتایا، انہیں احمد بن اسحاق (جو کہ ثقہ ہے) نے بتایا: انہیں ابواحمد زکریا بن دوید بن محمد بن الاشعث بن قیس الکندی نے بتایا، انہیں حمید الطویل نے بیان کیا، انہوں نے انس بن مالک سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نماز ظہر کے لیے نکلے تو دیکھا کہ حضرت علیؑ نماز پڑھ رہے ہیں اور ایک سوالی مسجد میں لوگوں سے خیرات مانگ رہا ہے۔ مانگنے والے کے سوال نے قلب علیؑ کو متاثر کیا۔ پس آپ نے اپنا دائیاں ہاتھ پشت کی طرف کر کے اشارہ کیا تو وہ سوالی قریب آیا اور آپ کی انگلی سے انگوٹھی اُتار لی۔ اللہ نے قرآن کی آیت نازل فرمائی۔ حضرت علیؑ گھر چلے گئے تو نبی اکرمؐ نے انہیں بلوایا اور پوچھا: آپ نے اپنے رب کے حضور آج کون سا عمل انجام دیا ہے؟ حضرت علیؑ نے سوالی والا واقعہ بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا: اے ابا الحسن! تمہیں مبارک ہو کیونکہ تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمْ رٰکِعُوْنَ نازل فرمائی ہے۔ (شواہد التنزیل، جلد ۱، صفحہ ۲۲۹)

۹۔ صحابی عمرو بن العاص کی روایت

الموفق الخوارزمی نے اپنی کتاب "المناقب" میں ایک خط بیان کیا ہے جو عمرو بن عاص نے معاویہ کو لکھا، اس میں عمرو نے لکھا:
صحابی رسولؐ عمرو بن عاص کی طرف سے معاویہ بن ابی سفیان کے لیے: امابعد! تمہارا خط ملا جسے میں نے پڑھا اور سمجھ بھی لیا۔ تم نے مجھے اس بات کی دعوت دی ہے کہ میں اسلام کی رسی سے اپنی گردن آزاد کر کے تمہارے ساتھ گمراہی میں غرق ہو جاؤں اور باطل پر تمہاری پشت پناہی کرتے ہوئے علیؑ کے خلاف تلوار اُٹھالوں جو کہ رسول اللہ کا بھائی، ان کا وصی اور وارث ہے۔۔۔۔
یہاں تک کہ لکھتا ہے: ۔۔۔اے معاویہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں ایسی آیتیں ان کے بارے میں نازل کی ہیں جو فضائل سے پُر ہیں اور ان فضائل میں کوئی بھی ان کا شریک نہیں جیسے اللہ کا یہ ارشاد ہے: یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ (یہ بندے نذر کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں) (سورہ الانسان: آیت ۷)

اور اسی طرح یہ ارشاد: اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمْ رٰکِعُوْنَ نازل فرمائی ہے۔ (المناقب، صفحہ ۲۰۰)

۱۰۔ صحابی عبداللہ بن سلام کی روایت

المحب الطبری نے ذخائر العقبیٰ میں عبداللہ بن سلام سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں حضرت بلال نے نماز ظہر کی اذان دی تو لوگ نماز پڑھنے لگے۔ کچھ رکوع میں تھے تو کچھ سجدوں میں۔ اُس دوران ایک سوالی مسجد میں داخل ہوا اور لوگوں سے خیرات مانگنے لگا۔ تو حضرت علیؑ نے جو کہ حالت رکوع میں تھے، اپنی انگوٹھی اسے عطا کر دی۔ اس سوالی نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں بتایا تو رسول اللہ ﷺ نے اس آیت: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ کی تلاوت فرمائی۔ (ذخائر العقبیٰ صفحہ ۱۰۲)

پس یہ واقعہ متعدد طرق سے کثرت کے ساتھ کتب اہل سنت کے طبقہ اول میں سے بارہ اصحابِ رسولؐ سے بیان ہوا ہے جبکہ بہت سے تابعین جیسے سدیٰ مجاہد اور امام محمد باقرؑ وغیرہ نے بھی یہ روایت بیان کی ہے۔

۱۱۔ شاعر رسولؐ حسان بن ثابت کے اشعار

ائمہ تفاسیر وادب نے اپنی تفاسیر اور ادبی کتابوں میں اس واقعے کے بارے میں حسان بن ثابت کے یہ اشعار تحریر کیے ہیں:

اباحسن تفديك نفسی و مهجتی — وكل بطيیء فی الهدیٰ ومسارع

أيذهب مدحيك المحبرضائعا — وما المدح فی جنب الاله بضائع

فانت الذی أعطيت اذ كنت راكعا — زكاة فدتك النفس يا خير راكع

فانزل فيك الله خيرولاية — واثبتها اثناه كتاب الشرائع

"اے ابوالحسن! آپ پر میری اور راہ ہدایت پر آہستہ اور تیزی سے چلنے والوں کی جان قربان ہو۔ آپ کی لکھی گئی مدحتیں اور تعریفیں بھلا کیسے ضائع ہو جائیں گی جبکہ وہ مدح ہی کیا جو خدا کی طرف سے ہونے کے باوجود ضائع ہو جائے۔ تو ہی تو ہے جس نے رکوع میں زکوۃ دی اے بہترین رکوع کرنے والے آپ پر جان قربان جاؤں۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں بہترین ولایت نازل کر کے اپنی شریعت کی کتاب میں ثبت کر دی۔ (روح المعانی، جلد ۶ صفحہ ۱۶۷)

اہلبیت سے مروی کتابوں میں اس واقعہ کے طرق

علم حدیث وتاریخ کے حوالے سے ایک مسلمہ اُصول یہ ملتا ہے کہ اگر کوئی واقعہ دونوں اہلبیت اور صحابہ کے ہاں مستند ذرائع سے بیان ہورہا ہے تو وہ واقعہ انتہائی مستند، معتبر اور سچا سمجھا جاتا ہے۔ جو دونوں فریقین کے ہاں مشترکہ پایا جاتا ہے۔

کتب اہلبیت میں انگوٹھی صدقہ کرنے کا یہ واقعہ اس قدر معروف ہے کہ تفسیر، تاریخ اور حدیث کی کوئی کتاب اس کے ذکر سے خالی نہیں ملے گی۔

ا۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی روایت

یہ روایت شیخ صدوق نے اپنی کتاب "خصال" میں اس سند کے ساتھ نقل کی ہے:

حدثنا احمد بن الحسن القطان و محمد بن احمد السنانی وعلی بن موسی الدقاق والحسین بن ابراهیم بن احمد بن هشام المکتب وعلی بن عبد الله الوراق رضی الله عنهم

ان تمام لوگوں نے کہا: ہمیں ابوالعباس احمد بن یحییٰ بن زکریاالقطان نے بتایا، انہیں بکر بن عبداللہ بن حبیب نے بتایا، انہیں تمیم بن بہلول نے خبر دی، انھیں سلیمان بن حکیم نے بتایا، انہوں نے ثور بن یزید سے نقل کیا ہے، انہوں نے مکحول سے نقل کیا ہے، وہ کہتا ہے کہ "امیر المومنینؑ نے فرمایا: اصحاب نبیؐ میں دین ایمان پر باقی رہنے والے جانتے ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک بندہ بھی ایسا نہیں جس کے لیے کوئی فضیلت ہو لیکن میں اس کے ساتھ اس فضیلت میں شریک نہ ہوں بلکہ اس سے افضل نہ ہوں۔ لیکن میرے ستر فضائل ومناقب ایسے ہیں جن میں ان لوگوں میں سے کوئی بھی میرے ساتھ شریک نہیں"۔

راوی کہتا ہے: میں نے ان سے کہا: یاامیر المومنینؑ! آپ مجھے وہ فضائل بتائیں۔ آپ نے فرمایا: ۔۔۔۔ان فضیلتوں میں سے میری پینسٹھویں فضیلت یہ ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ مسجد میں ایک مانگنے والا داخل ہوا اور اس نے لوگوں سے سوال کیا جبکہ میں حالت رکوع میں تھا۔ میں نے اپنی انگلی میں موجود انگوٹھی اسے عطا کی تو خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَ هُمْ رٰکِعُوْنَ۔ (الخصال، صفحہ ۵۸۰)

۲۔ صحابیِ رسول عمار بن یاسرؓ کی روایت

اس روایت کو شیخ العیاشی نے اپنی تفسیر، تفسیر عیاشی میں خالد بن یزید سے نقل کیا ہے جس نے معمر بن المکی سے نقل کیا ہے، انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن محمد بن علی بن الحسین سے نقل کیا ہے، انہوں نے حسن بن یزید سے، انہوں نے اپنے والد زید بن الحسن سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے جد بزرگوار سے نقل کیا ہے کہ فرمایا: میں نے عمار بن یاسرؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ امیر المومنین علیؑ کے سامنے ایک سوالی آیا جبکہ اس وقت آپ مسجد میں کسی مستحب نماز کی حالت رکوع میں تھے۔ آپ نے انگوٹھی اتار کر سوالی کو عطا کی۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو انہیں اس بارے میں بتایا گیا تو رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ نازل ہوئی اور انہوں نے یہ آیت ہمیں پڑھ کر سنائی۔ پھر آپؐ نے فرمایا: من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ "جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ اے اللہ! تو اس سے محبت رکھ جو علی سے محبت رکھے اور اس سے دشمنی رکھ جو علی سے دشمنی رکھے"۔

(تفسیر العیاشی، جلد ۱ صفحہ ۳۲۷)

۳۔ صحابیِ رسول جناب ابوذر الغفاریؓ کی روایت

شیخ طوسی نے کتاب "الامالی" میں یہ روایت ایک جماعت سے نقل کی ہے۔ انہوں نے ابی المفضل سے نقل کی ہے، انہیں حسن ابن علی بن زکریا العاصمی نے بتایا، اسے احمد بن عبیداللہ العدلی نے بتایا، اسے الربیع بن یسار نے خبر دی ہے، ان کو الاعمش نے بتایا، اس نے سالم بن ابی الجعد سے نقل کی ہے، جس نے ابوذرؓ تک بات پہنچاتے ہوئے کہا کہ علی، عثمان، طلحہ و زبیر، عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص کو عمر بن خطاب نے یہ حکم دیا کہ وہ کسی گھر میں داخل ہو کر اس کا دروازہ مکمل بند کر دیں اور اپنے معاملے (یعنی خلافت) کے بارے میں صلاح مشورہ کریں جس کے لیے انہیں تین دن کی مدت دی۔ ان تین دنوں میں اگر ان میں سے پانچ افراد ایک بات پر اتفاق کریں اور فقط ایک بندہ مخالفت کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ اگر چار بندے ایک پر اتفاق کریں اور دو مخالفت کریں تو ان دونوں کو قتل کر دیا جائے۔ پس جب ان سب کا ایک بات پر اتفاق ہو گیا تو امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ نے ان سے فرمایا: میں چاہتا ہوں تم میری بات بھی سنو پس اگر وہ حق ہو تو اسے قبول کرو اور اگر باطل ہو تو اس سے انکار کرو۔ انہوں نے کہا: کہیے آپ نے فرمایا: کیا تم میں سے میرے علاوہ کوئی ایک بھی ایسا ہے جس نے حالتِ رکوع میں زکوۃ دی ہو اور اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہو: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ان سب نے کہا: نہیں۔ (امالی الطوسی صفحہ ۵۴۵)

۴۔ صحابی رسول جابر بن عبداللہ الانصاریؓ کی روایت

شاذان بن جبرئیل القمی نے اپنی سند کے ساتھ جابر بن عبداللہ الانصاریؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اطراف میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دیہاتی مسجد میں داخل ہوا جس کی حالت یہ تھی کہ بال بکھرے ہوئے، کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور اس کی آنکھوں سے فقر و تنگدستی ظاہر ہو رہی تھی۔ اس نے داخل ہوتے ہوئے سلام کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھنا شروع کیے:

اتیتك والعزاء تبکی برنّة	وقد ذهلت ام الصبی عن الطفل
وأخت وبنتان وام کبیرة	وقد کدت من فقری أخالط عقلی
وقد مسّنی ضرّ وعری وفاقة	ولیس لنا مال یمرولا یحلی
ولسنا نری إلّا الیك فرارنا	واین مفرّ الناس الّا الی الرسل

"گھر میں دو شیزاؤں کو روتے ہوئے چھوڑ آیا ہوں۔ گرسنگی کی وجہ سے ماں بچے سے بے خبر ہو گئی ہے۔ گھر میں ایک بہن دو بیٹیاں اور بوڑھی ماں ہے۔ بے چارگی نے مجھے بدحواس کر رکھا ہے۔ ایسی فقر و تنگدستی نے مجھے گھیر لیا ہے کہ نہ گزر بسر کے لیے مال ہے، نہ زیب و زینت کی کوئی چیز، ایسے میں بھاگ کر آپؐ کے پاس آنے کے علاوہ کوئی راہ نظر نہیں آئی۔ کیونکہ اللہ کے رسولوں کی طرف آنے کے علاوہ لوگوں کے لیے کوئی اور راہ فرار ہی نہیں ہے"۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ اشعار سن کر بہت گریہ فرمایا۔ پھر اصحاب کی طرف رُخ کر کے فرمایا: اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ اجر کو ہانک کر تمہاری جانب لایا ہے۔ اور وہ اجر جنت کے ایسے محل ہیں جو محل حضرت ابراہیم خلیلؑ کی طرح جگمگاتے ہوں گے۔ پس تم میں سے کون ہے جو اس فقیر کی دادرسی کرے؟ مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ اس وقت حضرت علیؑ مسجد کے ایک کونے میں جہاں آپ ہمیشہ مشغول عبادت رہتے تھے، دو رکعت نفل نماز پڑھ رہے تھے۔ پس آپ نے اپنے ہاتھ سے اس شخص کی طرف اشارہ کیا۔ وہ اعرابی حضرت علی کے قریب آیا تو آپ نے انگوٹھی والا ہاتھ آگے کیا درحالانکہ آپ حالتِ نماز میں تھے۔ اعرابی نے انگوٹھی اُتاری اور یہ اشعار پڑھتے ہوئے مسجد سے نکل گیا۔

انت مولی یرتجی به من الله	فی الدنیا اقامة الدین
خمسة فی الانام کلهم	وانتم فی الوری میامین

"تو ہی وہی مولیٰ ہے جس کے ذریعے اللہ دنیامیں اپنے دین کی سربلندی چاہتاہے تمام مخلوقات میں باخبر ہستی بھی تو ہے جو بابرکت اور مبارک ہے"۔

پھر نبی اکرم ﷺ پر وحی کی حالت طاری ہوگئی چنانچہ حضرت جبرئیل نے آپؐ پر نازل ہوکر یہ آواز دی: اے محمدؐ! آپ پر سلام ہو، آپ کا رب آپ کو سلام کہتاہے۔ پھر کہاکہ یہ پڑھیں: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ

(سورہ المائدہ آیت ۵۶،۵۵)

پھر نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوگئے اور فرمایا: اے مسلمانو! کس نے آج عمل خیر انجام دیاہے جس کی وجہ سے اللہ نے اسے تمام مومنین کا ولی قرار دیاہے؟ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے چچازاد علی بن ابی طالب کے علاوہ ہم میں سے کسی نے کوئی عمل خیر انجام نہیں دیا جبکہ انہوں نے نماز کی حالت میں اعرابی کو اپنی انگوٹھی صدقہ کی ہے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: جنت کے آراستہ کمرے میرے چچازاد کے لیے ہیں۔ پھر لوگوں کو آیت تلاوت کر کے سنائی۔ راوی کہتاہے اس کے بعد اور بھی لوگوں نے اس دن اعرابی کو صدقہ دیا لیکن ولی (علیؑ) یہ کہ رہے تھے:

انا مولیٰ لخمسة	انزلت فیهم السور
اهل طٰهٰ وهل اتٰی	فاقرؤوا یعرف الخبر
والطواسین بعدها	والحوامیم والزمر
انامولا لهؤلاء	وعدو لمن کفر

"میں ان پانچ کا بھی مولیٰ ہوں جن کے بارے میں قرآنی سورتیں نازل ہوئیں جو اهلِ طٰه ' ہے اور هَل اتٰی کے مصادیق ہیں۔ انہیں پڑھو تو تمہیں حقیقت کا پتہ چلے گا اور طٰس حٰمیم والے سورے، اور زمر جن کے بارے میں نازل ہوئیں، میں ان سب کا مولا ہوں اور جس نے کفر وانکار کیا اس کا دشمن ہوں"۔ (الفضائل، صفحہ ۱۴۸)

۵۔ صحابی رسول عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت

طبری صغیر نے کتاب "دلائل الامامۃ" میں یہ روایت قاضی ابوالفرج المعافی سے، انھوں نے محمد بن القاسم بن ذکریا المحاربی سے، انھوں نے القاسم بن ہشام بن یونس النہشلی سے، وہ کہتاہے مجھے الحسن بن الحسین نے بتایا، انہیں معاذ بن مسلم نے بتایا، انہوں نے عطاء بن السائب سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے نقل کیاہے، انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے اس آیہ

مجیدہ (اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمْ رٰکِعُوْنَ) کے حوالے سے کہ راوی کہتا ہے: عبداللہ بن سلام اپنے قبیلے کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسولؐ! ہم اپنے گھروں سے دُور ہوگئے اور ہم سے بات کرنے والے مسجد کے علاوہ کہیں نہیں کیونکہ جب ہماری قوم نے دیکھا کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی تصدیق کی (یعنی ایمان لے آئے) اور ان کے دین کو ترک کردیا ہے تو اب وہ ہمارے دشمن ہوگئے ہیں اور بغض وعداوت کا اظہار کرتے ہوئے ہمارے ساتھ تعلق ختم کرنے اور بات نہ کرنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ اب یہ بات ہمارے لیے گراں ہے۔ ابھی وہ اپنی شکایتیں نبی اکرم ﷺ کو بیان کر رہے تھے کہ اسی اثناء میں یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمْ رٰکِعُوْنَ

جب آپ ﷺ نے یہ آیت ان کے سامنے تلاوت کی تو کہنے لگے: اللہ اور اُس کے رسول ہمارے لیے جو پسند کریں ہم اس پر راضی ہیں اور ہم اللہ، اس کے رسول اور مومنین پر بھی راضی ہیں۔ پھر بلال نے عصر کی اذان دی۔ تب نبی اکرم ﷺ وہاں سے چلے اور مسجد میں داخل ہوگئے۔ لوگ نماز میں مشغول تھے، کوئی رکوع، کوئی سجدہ، تو کوئی قیام کی حالت میں تھا۔ اس دوران ایک مسکین ان سے سوال کرتے دیکھا گیا تو اس سے پوچھنے لگے کہ کیا کسی نے تمہیں کچھ دیا؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: کیا دیا؟ اُس نے کہا: چاندی کی انگوٹھی۔ فرمایا: کس نے دی؟ اس نے اشارہ کرتے ہوئے کہا: اس بندے نے جو ابھی حالت قیام میں ہے۔ فرمایا: کس حالت میں عطا کی؟ کہا: انہوں نے رکوع کی حالت میں عطا کی، پس جب ہم نے اس بندے کو دیکھا تو وہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب تھے۔ (دلائل الامامت صفحہ ۵۴)

۶ ۔ محمد بن حنفیہؓ کی روایت

فرات ابن ابراہیم الکوفی نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے کہ جعفر بن محمد سعید الاحمسی نے معنعنا ابی ہاشم عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک سائل نے سوال کیا تو آپؐ نے اسے فرمایا: کیا تم نے میرے اصحاب میں سے کسی سے سوال کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: مسجد میں جاؤ اور اُن سے سوال کرو اور پھر واپس آکر مجھے بتاؤ۔ پس وہ شخص مسجد میں آیا لیکن کسی نے اسے کچھ بھی نہ دیا۔ راوی کہتا ہے: وہ علیؑ کے سامنے سے گزرا جو کہ حالت رکوع میں تھے۔ انہوں نے ہاتھ آگے کیا تو اس نے ان کی انگوٹھی اتار لی اور واپس پلٹ کر رسول اللہؐ کو ساری بات بتائی۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم اس بندے کو جانتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے کسی کو اس کے ساتھ بھیجا تو معلوم ہوا وہ انگوٹھی عطا

کرنے والے علی ابن ابی طالبؑ تھے۔ اتنے میں یہ آیت: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ نازل ہوئی۔ (تفسیر فرات الکوفی، صفحہ ۱۲۵)

۷۔ امام محمد الباقر ؑ کی روایت

انگوٹھی صدقہ میں دینے کا یہ واقعہ ابو جعفر الباقرؑ سے کئی ایک طریق سے روایت ہوا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے جو علی بن ابراہیم سے نقل ہوا ہے: انہوں نے صفوان سے، انہوں نے ابان بن عثمان بن ابی حمزہ الثمالی سے، انہوں نے ابو جعفر الباقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور آپؐ کے پاس یہودیوں کا ایک گروہ موجود تھا جن کا سربراہ عبد اللہ بن سلام تھا۔ اسی وقت آپؐ پر یہی آیت نازل ہوئی۔ آپ وہاں سے مسجد کی طرف تشریف لے گئے تو وہاں ایک سوالی سے ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے اس سے فرمایا: کیا تمہیں کسی نے کچھ دیا؟ سوالی نے اشارہ کر کے کہا: جی ہاں اُس نمازی نے۔ آپؐ اُن کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ امیر المومنین علی بن ابی طالب تھے۔ (تفسیر القمی، جلد ا صفحہ ۱۷۰)

دوسری روایت جو شیخ صدوق نے کتاب "الامالی" میں علی بن حاتم سے نقل کی ہے جیسے احمد بن محمد بن سعید الہمدانی نے بتایا، انہیں جعفر بن عبد اللہ المحمدی نے بتایا، انہوں نے کثیر بن عیاش سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی جارود سے، انہوں نے اباجعفر الباقرؑ سے روایت کیا ہے، اس آیت کے حوالے سے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا........ فرمایا: یہودی قبیلے کی ایک جماعت نے اسلام قبول کیا جن میں عبد اللہ بن سلام، اسد ثعلبہ، ابن میامین اور ابن صوریا شامل تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے نبیؐ! حضرت موسیٰؑ نے یوشع بن نون کو اپنا وصی بنایا، آپ کا وصی کون ہے؟ آپ کے بعد ہم کس کی اقتداء کریں؟ تو اس وقت آپ پر یہ آیت اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ نازل ہوئی۔

آپ نے ان سے کہا: اٹھو وہ اُٹھے تو آپ انہیں مسجد میں لے آئے تو دیکھا کہ ایک سوالی مسجد سے نکل رہا ہے۔ آپؐ نے اس سے پوچھا: کیا کسی نے تمہیں کچھ عطا کیا؟ اس نے کہا: جی ہاں، مجھے یہ انگوٹھی دی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کس نے دی ہے؟ اس نے کہا اس شخص نے جو نماز پڑھ رہا ہے۔ آپؐ نے پوچھا: یہ تمہیں کس حالت میں دی ہے؟ کہا: رکوع کی حالت میں۔

نبی اکرم ﷺ نے تکبیر کی آواز بلند کی تو مسجد میں موجود افراد نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا۔ پھر نبی اکرمؐ نے ان سے فرمایا: میرے بعد علی بن ابی طالبؑ تمہارے ولی اور حاکم ہیں۔ انہوں نے کہا: ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، محمدؐ کے نبی

ہونے اور علیؑ کے ولی ہونے پر راضی ہیں تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۔ (سورۃ المائدہ آیت ۵۶)

(اور جو بھی اللہ، رسول اور صاحبانِ ایمان کو اپنا سرپرست بنائے گا تو اللہ کی ہی کی جماعت غالب آنے والی ہے)

(امالی الصدوق، صفحہ ۱۸۵)

تیسری روایت شیخ طبرسی نے عمرو بن شمر سے نقل کی ہے۔ انہوں نے جابر الجعفی سے نقل کی ہے، انہوں نے ابا جعفر الباقرؑ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: جب عمرؓ بن خطاب کی وفات قریب ہوئی تو شوریٰ پر لوگ جمع کرتے ہوئے قریش کے چھ افراد کو بلایا جن میں علی بن ابی طالبؑ، عثمانؓ بن عفان، زبیر بن العوام، طلحہ بن عبید اللہ، عبد الرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص شامل تھے۔ ان لوگوں کو یہ حکم دیا کہ وہ کسی گھر میں بیٹھ جائیں اور اس وقت تک باہر نہ نکلیں جب تک کسی ایک پر اتفاق کر کے اس کی بیعت نہ کر لیں اور یہ بھی کہا کہ اگر چار افراد کا ایک شخص پر اتفاق ہو جائے اور ایک اس کی بیعت کرنے سے انکار کر دے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ اگر تین افراد ایک پر اتفاق کر لیں اور دو مخالفت کریں تو ان دونوں کو قتل کر دیا جائے۔ پس ان لوگوں نے عثمان بن عفان کی بیعت پر اتفاق کر لیا۔ جب امیر المومنین علیؑ نے دیکھا کہ یہ لوگ عثمان کی بیعت کا ارادہ کر چکے ہیں تو آپ کھڑے ہوئے تاکہ ان پر حجت قائم کر لیں اور فرمایا: میری بات سنو! اگر حق ہے تو قبول کرو اور اگر باطل ہو تو رد کر و فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں اگر تم سچ بولے تو وہ تمہارے سچ کو جانتا ہے، اور اگر جھوٹ بولے تو وہ تمہارے جھوٹ کو بھی جانتا ہے۔۔۔ فرمایا: خدا کی قسم کھا کر بتاؤ کہ میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے رکوع کی حالت میں زکوۃ دی ہو؟ تو ان سب نے کہا: نہیں۔ (کتاب الاحتجاج، جلد ۱، صفحہ ۱۹۷)

۸- امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت

ثقۃ الاسلام الکلینی نے اپنی کتاب الکافی میں حسین بن محمد سے روایت کی ہے، انہوں نے معلیٰ بن محمد سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے الحسن ابن محمد الہاشمی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے احمد بن عیسی سے، انہوں نے ابا عبد اللہ الصادقؑ سے اس آیہ کریمہ کے بارے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا... کے بارے میں فرمایا: حضرت علی بن ابی طالبؑ نماز ظہر پڑھ رہے تھے، دو رکعت پڑھ چکے تھے اور حالت رکوع میں تھے۔ آپ نے ایسی ردا (پوشاک) پہنی ہوئی تھی جس کی قیمت ایک ہزار دینار تھی۔ یہ ردا حبش کے بادشاہ نجاشی نے نبی اکرمؐ کو ہدیہ کی تھی جو آپ نے حضرت علیؑ کو پہنائی تھی۔ ایک سوالی آیا اور یوں سلام کیا: اے اللہ کے ولی! آپ پر سلام ہو جو مومنین کے اپنے نفسوں سے زیادہ ان پر اُولویت رکھتا ہے، اس مسکین پر کچھ

صدقہ کیجیے۔ آپ نے وہ ردا اُتار کر اس کی طرف بڑھائی اور اسے اُٹھانے کا اشارہ کیا تب اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ (الکافی، جلد ۱، صفحہ ۲۸۸)

اس روایت میں لباس اور پوشاک صدقہ کرنے کی بات ہے نا کہ انگوٹھی کی لیکن یہ فرق اصل فضیلت کے تواتر کو نقصان نہیں پہنچاتا جو کہ حالت رکوع میں صدقہ کرنا ہے۔

یہ دس روایات حالت رکوع میں صدقہ دینے کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کر رہی ہیں۔ ان کے ساتھ اگر ہم دیگر روایات جو اس آیہ کے امیر المومنین کی شان میں نازل ہونے کو فقط بیان کرتی ہیں یا جو سوالی کی حالت یا انگوٹھی کی نوعیت وغیرہ کو بیان کرتی ہیں. ان دس کے ساتھ ضم کر دیں تو پھر شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ اصل واقعہ اہلبیت کی کتب کے اندر متواتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سید ہاشم البحرانی نے اپنی کتاب "غایۃ المرام" میں اس حدیث کے انیس طریق بیان کیے ہیں۔

آیت ولایت متکلمین کی نظر میں

۱۔ عضد الدین الایجی نے اپنی کتاب "المواقف" میں اس آیت کے حوالے سے تفصیل بیان کرتے ہیں کہ امت میں تصرف کا حق رکھنے والا صرف امام ہوتا ہے، جبکہ تمام ائمہ تفاسیر کا اجماع ہے کہ اس سے مراد فقط علیؑ ہے۔ جبکہ اِن کے علاوہ کوئی اور مراد نہیں۔ (المواقف فی علم جلد ۳ صفحہ ۶۰۱)

۲۔ سعد الدین تفتازانی اپنی کتاب "شرح المقاصد" میں لکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ تمام مفسرین کے اتفاق کے مطابق یہ حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ جب اُنھوں نے نماز کی حالت میں سوالی کو اپنی انگھوٹی، عطا کی۔ (شرح المقاصد جلد ۲ صفحہ ۲۸۸)

۳۔ محمود شکری آلوسی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں اکثر اخباریوں کا نظریہ یہ ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حاکم ابن مردویہ اور دیگر بعض نے سند مستقل کے ساتھ روایت کی ہے۔ (روح المعانی جلد ۶ صفحہ ۱۶۷)

۴۔ علاء الدین القوشجی اپنی کتاب "شرح تجرید" میں اس آیت کی امیر المومنین علیؑ کی امامت پر دلالت کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ جب آپ نے نماز میں حالت رکوع میں سوالی کو اپنی انگوٹھی عطا کی۔

۵۔ ابن ابی الحدید معتزلی نے آیت ولایت کے حوالے سے حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہونے والی روایات کو متواتر لکھا ہے۔ (شرح نہج البلاغہ جلد ۱۳ صفحہ ۲۷۷)

۶۔ ابن ابی حاتم الرازی نے بھی اِس آیت کی شانِ نزول صحیح سند اور صحیح احادیث کے ذریعہ حضرت علی سے بیان کی ہے۔

(تفسیر ابن ابی حاکم جلد ا صفحہ ۱۴)

۷۔ علماء و مفسرین جیسے سدی، مجاہد، حسن بصری، اعمش، عتبہ بن ابی الحکم، غالب بن عبداللہ، قیس بن ربیعی، بقی بن مخلد، ابن منذر، عبدالرحمٰن بن ابراھیم رحیم نے اس آیت کو صحیح روایت قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ آیت حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی شان میں نازل ہوئی۔

نووی نے اس روایت کی کثرت اور مختلف اسانید کے ضعف کے باوجود کہا کہ اگر بطور مجموع دیکھا جائے تو ان میں سے بعض روایات دیگر بعض کی تقویت و تائید کرتی ہیں۔ اِس طرح یہ حدیث حسن کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ (المجموع جلد ۷ صفحہ ۱۹۷)

۸۔ شریف جرجانی "شرح موافق" میں کہتے ہیں۔ تمام ائمہ تفاسیر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمْ رٰکِعُوْنَ سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔ کیونکہ انہوں نے نماز کی حالت میں رکوع میں سوالی کو انگوٹھی عطا کی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (شرح المواقف جلد ۸ صفر ۳۶۰)

۹۔ مشہور مفسر جاراللہ زمخشری بڑے وثوق سے کہتا ہے۔ کہ یہ آیت امام علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ گو یہ فقط ایک شخص سے منسوب ہے لیکن صیغہ جمع کا استعمال کیا گیا ہے۔ (تفسیر کشاف جلد ا صفحہ ۵۰۵)

۱۰۔ فخرالدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں یہ آیت امام علیؑ کی شان میں نازل ہوئی اور علماء کا اتفاق ہے کہ علیؑ کے سوا کسی نے حالت رکوع میں زکواۃ ادا نہیں کی۔ (تفسیر کبیر جلد ۱۲ صفحہ ۳۰)

آیت ولایت محدثین و مفسرین کی نظر میں

۱۔	محب الدین طبری	ذخائر العقبیٰ صفحہ ۸۸
۲۔	علامہ قاضی شوکانی	تفسیر فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۵۰
۳۔	جاراللہ زمخشری	تفسیرِ کشاف جلد ا صفحہ ۵ ۵۰
۴۔	فخرالدین رازی	تفسیر کبیر جلد ۱۲ صفحہ ۳۰
۵۔	علی بن احمد واحدی	اسباب النزول صفحہ ۱۴۸
۶۔	جلال الدین سیوطی	لباب النقول صفحہ ۹۰

۷۔ محمد بن شبلنجی	نورالابصار صفحہ ۱۰۵
۸۔ سبط ابن جوزی	تذکرۃ صفحہ ۱۸
۹۔ ابن حجر عسقلانی	الکافی الشاف صفحہ ۵۶
۱۰۔ فخرالدین رازی	مفاتیح الغیب جلد ۳ صفحہ ۴۳۱
۱۱۔ جلال الدین سیوطی	تفسیر درالمنشور جلد ۲ صفحہ ۲۹۳
۱۲۔ علی متقی ہندی	جامع کنزالعمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۱
۱۳۔ اَبو بکر اَحمد بن موسیٰ بن مردویہ	مسند ابن مردویہ
۱۴۔ حافظ ابی عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی	سنن نسائی
۱۵۔ رزین عبدری	الجمع بین صحاح استہ
۱۶۔ امام احمد بن حنبل	مسند ابن شیخ
۱۷۔ ابن جریر طبری	تفسیر طبری جلد ۶ صفحہ ۲۸۸،۲۸۹
۱۸۔ جناب ابواسحاق ثعلبی	کشف البیان
۱۹۔ جناب ابوالحسن ربانی نے اپنی تفسیر میں۔	
۲۰۔ ابن ہوزان نیشاپوری	تفسیر نیشاپوری
۲۱۔ ابن سعدون قرطبّی	تفسیر قرطبّی جلد ۶ صفحہ ۲۲۱
۲۲۔ حافظ نسفی	تفسیر نسفی (برحاشیہ تفسیر خازن بغدادی) صفحہ ۴۵۶
۲۳۔ جناب فاضل نیشاپوری	غرائب القرآن جلد ا صفحہ ۴۶۱
۲۴۔ جناب ابوالحسن واحدی	تفسیر اسباب النزول صفحہ ۱۴۸
۲۵۔ جناب حافظ ابو بکر جصاص	تفسیر احکام القرآن صفحہ ۵۴۲
۲۶۔ جناب حافظ ابو بکر شیرازی	فیمانزل من القرآن فی امیرالمونین

۲۸۔ جناب ابو یوسف شیخ عبد السلام قزوینی	تفسیر الکبیر میں
۲۹۔ جناب قاضی بیضاوی	انوار التنزیل جلد ا صفحہ ۳۴۵
۳۰۔ جناب سید محمد آلوسی	تفسیر آلوسی جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۴۹
۳۱۔ جناب حافظ ابن ابی شیبہ کوفی	تفسیر ابن ابی شیبہ
۳۲۔ جناب ابو البرکات	تفسیر جلد اوّل صفحہ ۴۹۶
۳۳۔ جناب حافظ بغوی	تفسیر معالم التنزیل
۳۴۔ جناب ابو عبد الرحمان نسائی	سنن نسائی
۳۵۔ جناب محمد بن طلحہ شافعی	مطالب السؤل صفحہ ۲۳
۳۶۔ امام معتزلہ، جناب ابن ابی الحدید معتزلی	شرح نہج البلاغہ جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۷۵ میں۔
۳۷۔ جناب علاوالدین بغدادی	تفسیر خازن جلد ا صفحہ ۴۹۶
۳۸۔ اخطب خوارزم، جناب سلیمان قندوزی	ینابیع المودۃ صفحہ ۲۱۲
۳۹۔ جناب ابن عساکر دمشقی	تاریخ دمشق
۴۰۔ جناب حافظ ابو بکر بیہقی	کتاب المصنف
۴۱۔ جناب قاضی عبد الحئی	کتاب مواقف
۴۲۔ جناب ابن صباغ مالکی	الفصول المہمہ صفحہ ۱۲۳
۴۳۔ جناب حافظ ابو سعد سمعانی	فضائل الصحابہ
۴۴۔ جناب ابو جعفر اسکافی	نقض العثمانیہ
۴۵۔ جناب طبرانی	المعجم الاوسط
۴۶۔ جناب ابن مغازلی، فقیہ شافعی	المناقب
۴۷۔ جناب محمد بن یوسف گنجی شافعی	کفایت الطالبین

۴۸۔ جناب ملا علی قوشجی — شرح تجرید

۴۹۔ جناب محب الدین طبری — الریاض النضرہ فی احوال العشرۃ المبشرہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۷

۵۰۔ جناب ابو اسحاق ثعلبی — کشف البیان

۵۱۔ جناب فخر الدین رازی — مفاتیح الغیب جلد ۳ صفحہ ۴۳۱

لغت میں لفظ ولی/ولایت کی تعریف

وَلَا، وَلَایَتُ، وِلَایَت، وَلِی، مولیٰ، اَوْلَی اور ان سے مشابہ کئی دوسرے الفاظ مادہ ولی سے مشتق ہیں۔ قرآن میں یہ لفظ اور اس کے مشتقات مختلف شکلوں میں بکثرت استعمال ہوئے ہیں۔ قرآن میں یہ الفاظ ۱۲۴ مرتبہ بطور اسم اور ۱۱۲ مرتبہ بطور فعل استعمال ہوئے ہیں۔

وَلَایت اور ولایت کے الفاظ کے استعمال کے بارے میں راغب اصفہانی کا کہنا ہے کہ ولایت کے معنی مدد اور وَلَایت کے معنی کسی کام کی ذمہ داری سنبھالنے کے ہیں تاہم در حقیقت دونوں لفظوں کے معنی ذمہ داری سنبھالنے کے ہیں۔

ابن منظور "لسان العرب" میں کہتے ہیں۔ "ولی" اللہ تعالٰی کے اسماء میں سے ہے الولی ناصر کو بھی کہا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ جہاں اور مخلوقات جن امور سے قائم ہیں ان کی نگرانی کی وجہ سے اللہ کو الولی کہا جاتا ہے. اور اللہ کے اسماء میں الولی بھی ہے جس کے معنی تمام اشیاء کا مالک اور اُن میں تصرف کرنے والے کے ہیں۔

علامہ ابن اثیر اپنی کتاب "النہایہ" میں لکھتے ہیں ولایت سے تدبیر قدرت اور فعل کا اشارہ ملتا ہے۔ اور جہاں تدبیر قدرت اور فعل تینوں نہ ہوں۔ اس پر الوالی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہتے ہیں جو کسی کام یا شَے پر ختیار رکھتا ہے وہ اس کا مولیٰ یا ولی ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے حضرت علیؑ کے حوالے سے کہ آپ تمام مومنین کے مولا بن گئے۔

لسان العرب میں ہے ولی یتیم کے ولی کے معنی ہیں وہ شخص جو یتیم کے امور کا نگران اور انہیں پورا کرنے والا ہو۔ اور جو اس کی کفالت کرنے کا انتظام کرے۔

عورت کا ولی وہ ہوتا ہے جس کے ذمہ اس عورت کا نکاح ہے اور جس کے بغیر اس کا نکاح نہیں ہو سکتا۔

آیت کی تفسیر

یہ آیت لفظ اِنَّمَا سے شروع ہوتی ہے۔ لفظ "اِنَّمَا" لغت عرب میں حصر و انحصار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

یعنی اس آیت میں تین ہستیوں کا پابند بنا کر محدود کر دیا گیا ہے کہ تمھارے ولی سرپرست اور تمھارے اُمور میں حق تصرف رکھنے والی صرف یہ تین ہستیاں ہیں کہ جن پر تاکید کی جارہی ہے اللہ تعالیٰ، اُسکا رسول اور وہ ہستی جو ایمان لائے، نماز قائم کی اور حالت رکوع میں زکواۃ دی۔

اللہ کی ولایت ہے۔ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (آیت الکرسی)

"اللہ ولی ہے ایمان والوں کا جو انھیں تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے"

رسول کی ولایت اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ۔ (سورہ الحزاب آیت ٦)

"نبی مومنین پر خود اُن کی جانوں سے زیادہ حق تصرف رکھتے ہیں"

ایسے ولی کی اطاعت کہ جس نے رکوع کی حالت میں زکواۃ دی یعنی حضرت علیؑ کی ولایت کو خوبصورت انداز میں متعارف کرایا گیا ہے۔

اب یہاں ولی سے مراد دوست و مددگار کے نہیں کیونکہ اس کے لیے کسی قید اور شرط کی ضرورت نہیں تمام مسلمان ایکدوسرے کے دوست اور بھائی ہیں خواہ وہ رکوع کی حالت میں زکواۃ نہ بھی دیتے ہوں۔

ولی سے مراد آقا، سرپرست، تصرف، سردار مادی وروحانی، قیادت ورہبری کے معنوں میں آتا ہے۔ جس پر رسول اللہ ﷺ فائز تھے یہ ساری ولایت رسول اللہ ﷺ کو امت پر حاصل تھیں۔ اور یہ ساری خصوصیات حضرت علیؑ کو حاصل تھیں۔ سوائے ایک کے وہ وحی کا دروازہ بند ہو جانا یعنی ختمِ نبوت تھی۔ آپ نے یہ قید حدیث منزلت میں قائم کر دی تھی کہ علی کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو موسیٰ کو ہارون سے تھی۔ فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(سنن الکبری النسائی، جلد ۷، صفحہ ۔۴۲۸، حدیث نمبر ۸۳۸۵، اور صفحہ ۔۴۱۰، حدیث نمبر ۸۳۴۲، اور جلد ۔۵، صفحہ ۔۱۲۲، حدیث نمبر ۸۴۳۹، اور صفحہ ۔۱۰۷، حدیث نمبر ۸۳۹۹، ۸۴۳۹، مسند سعد ابن ابی وقاص، صفحہ ۔۵۱، حدیث نمبر ۱۹، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۔۶۲۲۰، مسند احمد، جلد ۔۱، صفحہ ۔۱۸۵، حدیث نمبر ۱۶۰۸، جامع الترمذی، صفحہ ۔۶۷۵، حدیث نمبر ۲۹۹۹، اور صفحہ ۔۸۴۷، حدیث نمبر ۳۷۲۴، المصنف ابن ابی شیبۃ، جلد ۶، صفحہ ۔۳۸۹، حدیث نمبر ۳۲۰۶۹، المستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۰۸ ، حدیث نمبر ۴۶۳۲)

ایک شبہ کا ازالہ

بعض مفسرین نے اس آیت کے شان نزول کو بحث کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا ہے یہ صحابی رسول عبادہ بن الصامت کے بارے میں نازل ہوئی جب انھوں نے اپنے خلاف یہودیوں سے برات کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی ولایت ورسالت کا اعلان کیا۔

اس واقعہ کا سب سے پہلے محمد بن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں ھناد بن السری سے نقل کیا ہے۔اور دوسری جگہ پر طبری نے ابو کریب سے روایت کی ہے۔بعد میں آنے والے مفسرین نے یہ واقعہ طبری سے ہی نقل کیا ہے۔

اس واقعہ کے من گھڑت ہونے کی دلیل یہ ہے۔کہ طبری کی پہلی روایت کے بیان کرنے والے خود عبادہ بن صامت کا پوتا عباد بن ولید ہے۔جو صحابی نہیں بلکہ تابعی تھا بلکہ تبع تابعی میں شمار ہوتا ہے۔اور اسی طرح طبری کی دوسری روایت کا بیان کرنے والا بھی تابعی عطیہ عوفی ہے۔یہ دونوں بندے نہ تو خود رسولؐ کے زمانے میں موجود تھے اور نہ ہی ایسے بندے سے روایت لی جو رسول کے زمانے میں موجود تھا۔

جبکہ حضرت علیؑ کے حوالے سے بیان کردہ روایات صحابہ کرام اور اہل بیت کرام سے اتنی زیادہ ہیں کہ حد تواتر تک پہنچ گئیں ہیں۔

ایک اعتراض کا جواب

اس حوالے سے ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس آیت میں اللہ اُس کا رسول کے بعد مفرد کا صیغہ "الذی" ہونا چاہیے جبکہ یہاں پر "الذین" آیا ہے جو کہ جمع کا صیغہ ہے اس حوالے سے خود اہلسنت مفسر فخر الدین رازی نے جواب دیتے ہوئے قرآن مجید سے ایسی سات آیات پیش کیں ہیں جن میں مومن کا ذکر صیغہ جمع کے ساتھ کیا گیا ہے اصل میں یہاں حقیقت سے مجاز کی طرف عدول ہوا ہے۔

اگر ہم یہ مان لیں کہ جمع کے صیغہ سے جمع ہی مراد ہے تو آیت کے اندر جس بندے کی صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔قیام صلاۃ، حالت رکوع میں ادائے زکواۃ والے کون ہیں۔لیکن اس پر سب کا اجماع ہے کہ اس سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔جنوں نے حالت رکوع میں زکواۃ دی اور مزے کی بات یہ ہے کہ آج تک اس دعوی کے خلاف کسی نے کلیم بھی نہیں کیا۔

یعنی یہ جملہ صفات صرف امیر المومنین کی ذات والہ صفات میں منحصر تھیں۔

اسی طرح مباہلہ کے موقع پر جب آیت اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ (سورہ آل عمران آیت ٦١)

کے موقع پر تمام صیغہ جمع کے آئے ہیں لیکن رسول مباہلہ کے لیے انفرادی طور پر بیٹون کی جگہ امام حسنؑ امام حسینؑ عورتوں کی جگہ بی بی فاطمہؑ اور نفسوں کی جگہ حضرت علیؑ کو لیکر گئے اگر ہم یہ قبول بھی کر لیں کہ یہاں جمع کے صیغہ سے جمع ہی مراد ہے تو یہاں اصلاً ہر وہ بندہ ہے جس میں آیت کی مذکورہ صفات موجود ہوں کہ جو یہ ہیں قیام وصلاۃ، حالت رکوع میں ادائے زکواۃ والی صفات موجود ہوں۔

اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ زمانہ نبی ﷺ میں یہ صفات صرف امیر المومنین میں ہی منحصر تھیں۔

ولایت کی اقسام

ا۔ ولایت نظری

اُس ولایت کو کہا جاتا ہے۔اسکے تحت لوگ رسول اکرم ﷺ اور حضرت علی ؑ وآلِ رسول کو افضل ترین موجودات کا تصور رکھتے ہیں۔ لیکن اُن کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے اپنے اخلاق کردار کو اُس ولایت کی تعلیمات کے تحت نہیں ڈھالتے۔

حضرت علی سے مروی ہے :اے جابر غلط راستے پر مت چلو غلط خیال مت کرو کیا یہ کافی ہے کہ انسان کہے کہ میں علیؑ کو دوست رکھتا ہوں اور عملی طور پر اُن کی پیروی نہ کرے۔

۲۔ ولایت عاطفی

یہ ولایت نسبتاً تھوڑے سے بہتر درجے کی ہے۔جس میں لوگ فطری طور پر اہلبیت سے عشق ومحبت کا اظہار فرماتے ہیں۔اُن کی خوشی میں خوش اور اُنکے غم میں غم محسوس کرتے ہیں مختلف مراسم و تقاریب منعقد کرتے ہیں۔ جس سے اُن کی محبت و الفت کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن یہ ولایت بھی کافی نہیں ہے۔جو انسانوں کے احساسات وجذبات تک محدود ہو جس ولایت کا اثر انکے عمل وکردار پر اثرانداز نہ ہو سکے۔

قرآن کی اِس تاکید کے بعد قُلْ لَّآ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کی وجہ سے تمام عالم اسلام میں آل رسول ﷺ سے محبت کی جاتی ہے۔

امام شافعی اپنے مشہور اشعار میں فرماتے:

اے اہلبیت رسول اللہ ﷺ نے قرآن میں آپ سے محبت واجب قرار دی ہے یہ بات آپ کے لیے باعث فخر ہے کہ جب تک آپ پر درود نہ بھیجا جائے نماز صحیح نہیں ہوتی۔ (نورالبصار صفحہ ۱۰۴، شبجلبی)

مشہور مفسر قرآن جار اللہ زمخشری اور فخر الدین رازی نے اپنی تفاسیر میں آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث نقل کی ہے "جو شخص اس حالت میں مرے کہ آلِ محمد سے محبت رکھتا ہو تو وہ شہید کی موت مرتا ہے جو شخص اس حالت میں مرے کہ آل محمدؐ سے محبت رکھتا ہو وہ مغفور کی موت مرتا ہے۔ جو شخص اس حالت میں مرے کہ آل محمدؐ سے محبت رکھتا ہو وہ تائب کی موت کرتا ہے ۔جو شخص اس حالت میں مرے کہ آل محمدؐ سے محبت رکھتا ہو وہ مومن اور کامل ایمان شخص کی موت مرتا ہے۔

(فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد ۷ ۲ صفحہ ۱۶۶، جار اللہ زمخشری تفسیر کشاف جلد ۴ سورہ شوریٰ کی ۲۳ ویں آیت کی تفسیر)

ولایت کا لوگوں کیلیئے نمونہ عمل ہونا

ایک اور منصب جو کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا۔ وہ لوگوں کے لیے اخلاق و کردار کا نمونہ بنتا ہے۔ کیونکہ لوگوں کو آپ کی پیروی کرنی ہے۔ آپ سے ہدایت حاصل کرنی ہے۔ اس لیے آپ کی ذات کو عصمت پر فائز کیا گیا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔

لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَ الۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيۡرًا

(سورہ احزاب آیت ۲۱)

رسول اللہ ﷺ کی سیرت تم میں سے ان لوگوں کے لئے بہترین نمونہ ہے جو اللہ اور روز آخرت کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتے ہیں

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَ يَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ‌ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ

(سورہ آلِ عمران آیت ۳۱)

اے رسول ان لوگوں سے کہہ دیجیئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو۔ تو میری پیروی کرو پھر اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا۔ اور تمھارے گناہ بخش دے گا۔

قرآن مجید میں اور آنحضرت ﷺ کی سیرت اور سنت سے پتا چلتا ہے کہ آپؐ بیک وقت کئی عہدوں کے حامل تھے۔ اولاً آپؐ رہبر و رہنما اور مرجع دین کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپؐ جو کچھ کہتے تھے وہ اللہ کی طرف سے حجت ہوتا تھا۔

وَ مَاۤ اٰتٰٮكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ‌ وَ مَا نَهٰٮكُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا‌

(سورہ الحشر آیت ۷)

رسول تمہیں جس بات کا حکم دیں مان لو اور جس بات سے روکیں رک جاؤ

ثانیاً یہ کہ آپ ولایت قضائی کے عہدے پر فائز تھے۔ یعنی مسلمانوں کے اندرونی جھگڑوں مقدموں میں آپ کے فیصلے قطعی اور ہر ایک پر ان کی پابندی لازمی تھی۔

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

(سورہ النساء آیت ۶۵)

اے رسول تمہارے پروردگار کی قسم کہ یہ لوگ سچے مومن نہ ہوں گے تاوقتیکہ اپنے باہمی جھگڑوں میں نہیں اپنا حکم نہ بتائیں جو فیصلہ تم کرو اِس سے ان کے دل ملول نہ ہوں بلکہ اسے وہ بے چوں وچرا تسلیم کر لیں۔

ولایت اجتماعی وسیاسی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ

(سورہ النساء آیت ۵۹)

اے ایمان والوں! خدا کی اور رسول کی اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تمھارے میں سے اولامر ہیں

رسول اکرم ﷺ نے حکومت بنائی تھی اور آپؐ اُس کے سربراہ بھی تھے اور اسلامی افواج کے کمانڈر انچیف بھی تھے۔ آپ سیاسی سماجی واجتماعی ولایت کے بھی حامل تھے۔ آپ مسلمانوں کے سیاسی ومعاشرتی معاملات میں بھی رہنمائی فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ مسلمانوں کے ولی امر تھے۔

مشہور اہلسنت مفسر فخر الدین رازی اپنی تفسیر میں آیت شریفہ "اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ اطاعت کرو اللہ اور اسکے رسولؐ کی اور جو تمہارے زمانے کے امام ہیں" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ اللہ نے اپنی اطاعت اور رسولؐ کی اطاعت کی طرح بالکل ویسے جزم ویقین کے ساتھ اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اسی لئے "ولی الامر" کا معصوم عن الخطاء ہونا ضروری ہے۔ ورنہ اگر وہ معصوم عن الخطانہ ہو اور کوئی گناہ کرے اب چونکہ امت کو اُسکی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ بھی گناہ پر اسکی اطاعت کا حکم دے رہا ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ اسلئے قرآن کے ساتھ اولی الامر کا معصوم ہونا ضروری ہے۔ جو کہ زمین پر خدا کی طرف سے اُسکی مخلوق پر حجت ہو۔ کیونکہ صحیح احادیث میں آیا ہے۔ کہ زمین کبھی وجود حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی۔ اگر ایک لمحہ کے لئے خدا کی حجت زمین سے ہٹ جائے تو زمین اپنے ساکنین کے ساتھ زلزلہ میں آجائے گی۔ امام ابن تیمیہ جو کہ انتہائی متعصب شخص ہے۔ جنکی کتابوں سے سخت اہل بیت کی دشمنی ظاہر ہوتی ہے۔ جو نعوذ باللہ

امام حسینؑ کو باغی قرار دیتے ہیں۔اور یزید کی حمایت کرتے ہیں۔اُن کے خاص مرید علامہ ذہبی نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف "تذکرۃ الحفاظ" میں حدیث رقم کی ہے۔

"کہ ہر گز زمین ایسی ذات سے خالی نہیں رہتی۔جو خدا کی طرف حجت قائم رکھتی ہے۔تاکہ خدا کی طرف سے حجتیں اور دلائل فنانہ ہو جائیں۔یہ لوگ تعداد میں کم (بارہ) ہیں۔لیکن مرتبے میں خدا کے نزدیک سب سے بڑے ہیں انھیں کے ذریعہ خدا اپنی حجتیں پیش کرتا ہے۔تاکہ وہ ان حجتوں کو صاحبان غور و فکر تک پہنچادیں۔اور ان کا غم اُن سینوں میں بوئیں جو اُن سے مناسبت رکھتے ہیں۔انھیں کی وجہ سے علم حقیقت امر پر ہجوم کرتا ہے۔یہ ہیں تو بدن اور جسم لیکن اُن کی روحیں ایک بلند ترین منزل سے وابستہ ہیں یہ ہیں جس سے اللہ کے خلیفہ اور اسکے شہروں پر اور اُسکے دین کی طرف بلانے والے ہیں ہائے ہائے مجھے انھیں دیکھنے کا کس قدر شوق ہے۔ (تذکرہ الحفاظ ذہبی صفحہ ۸۰ جلد اول طبع مصر)

قرآن مجید فرقان حمید میں سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۱)

" ہم روز (قیامت) ہر ایک شخص کو اُسکے (زمانے کے) امام کے ساتھ بلائیں گے"۔اب ہر وہ شخص جو دنیا میں جسے اپنا اولی الامر (رہبر رہنما پیشوا) بنائے گا۔اُس سے محبت و الفت کرے گا۔اسکی تعلیمات پر عمل پیرا اور اُسکی اطاعت و پیروی کرے گا۔ اُسکے مشن کے لئے جدوجہد کرے گا۔وہ روز محشر اُسی کے ساتھ محشور ہو گا۔اُسی کے ساتھ اُسکا انجام ہو گا۔"

ایک اور صحیح حدیث میں ارشاد نبی اکرم ﷺ ہے کہ :

من مات ولم يعرِفْ إمامَ زمانِهِ مات مِيتةً جاهليَّةً

"جو شخص مر جائے اور اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانے وہ کفر کی موت مرے گا"۔

(منہاج السند ابن تیمیہ صفحہ ۱۴۲ جلد اول، منصب امامت شاہ اسماعیل شہید صفحہ ۷ ۸ شرح عقائد نسفی صفحہ ۹ ۱۰ جمع بین الصحیحین للحمیدی فی ذکر الامارہ تفتازانی شرح مقاصد صفحہ ۲۲۵ جلد دوئم اکلیل الکرامتہ فی مقصد الدعامہ نواب صدیق حسن خان صفحہ ۴ جمع الفوائد ابن اثیر جزری جلد ا صفحہ ۲۰۶)

ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

جو شخص ایسی حالت میں مرے کہ اس کی گردن پر (زمانے) کے امام کی بیعت نہ ہو۔وہ جاہلیت کی موت مرا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ ۳ صفحہ ۹۰ مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۲۱۸ مسند ابوداؤد صفحہ ۲۵۹)

ولایت باطنی و تکوینی

ا۔ رسول اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص لطف و کرم سے کائنات کے علوم اور تکوین پر فائز کیا تھا۔ اس حوالے سے آپ کو بااستعداد انسانوں کو بندگی کے سفر کے کمال پر پہچانا۔ اور اُن کی روحانی و معنوی تربیت کرنا تھا۔ جس سے یہ افراد قربِ خدا کے مقام تک پہنچ جاتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد ولایت باطنی و تکوینی ولایت حضرت علیؑ اور ائمہ اہلبیتؑ کو ملی۔ کیونکہ زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی۔

یہ حضرات کائنات میں حجتِ خدا ہیں۔ اور حجت خدا چاہے (وہ رسول ہو یا ولی) اپنے ارادہ اور اختیار سے اگر کوئی کام انجام دیتا ہے۔ یا اس سے کوئی فعل سرزد ہوتا ہے تو دراصل یہ اُسکا فعل نہیں ہوتا۔ وہ خدا کا فضل ہوتا ہے۔ جو خدا کے ارادہ و اختیار سے خارج میں ولی کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے۔

جس طرح قرآن میں سورہ نمل میں حضرت سلمان کے تخت بلقیس طلب کرنے پر آصف بن برخیا کا واقعہ موجود ہے۔ حضرت سلمان نے کہا کہ کون تخت کو میرے پاس حاضر کر سکتا ہے۔ تو آصف بن برخیا کہ جن کے پاس قرآن کے مطابق علم کتاب کا تھوڑا سا علم دیا گیا تھا نے تخت بلقیس پلک جھپکنے سے پہلے حضرت سلمان کے سامنے حاضر کر دی۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ (سورہ نمل آیت ۴۰)

"جس کے پاس کتاب میں سے تھوڑا علم تھا کہنے لگا میں پلک جھپکنے سے پہلے اُسے آپ کے پاس حاضر کیے دیتا ہوں"

۲۔ جب حضرت سلیمان کی امت کے ایک فرد نے پلک جھپکتے میں تحختِ بلقیس حاضر کر دیا تھا۔ جبکہ اُسے علم کتاب کا تھوڑا سا علم دیا گیا تھا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے آنحضرتؐ اور اُن کے جانشین حضرت علیؑ وائمہ اہلبیتؑ کی ولایت و تصرف کی کیا کیفیت ہوگی کہ جنہیں پورے کتاب کا علم دیا گیا ہے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا

"پھر ہم نے کتاب کا وارث اُن لوگوں کو بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا"۔ (سورہ فاطر آیت ۳۲)

۳۔ آیت ولایت کے علاوہ بھی آپ نے حکم الٰہی سے اپنے آخری حجۃالوداع سے واپسی پر جب یہ آیت نازل ہوئی

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ (سورہ المائدہ آیت ۳۲)

"اے رسول! جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا اس کی تبلیغ فرمادیں اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اُس کا کوئی پیغام بھی نہ پہنچایا اور اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ بیشک اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

پر غدیر خم کے مقام پر ایک تفصیلی خطبہ دیا جس میں اپنی جگہ منصبِ ولایت پر حضرت علیؑ کو فائز کرتے ہوئے کہا

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

"ہر وہ شخص جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں"۔

آپ نے اس روایت کو تین مرتبہ اور بعض راویان کے مطابق چار مرتبہ دہرایا اور اُسکے بعد اپنے سر کو آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا

اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ، وَأَحِبَّ مَنْ أَحَبَّهُ، وَأَبْغِضْ مَنْ أَبْغَضَهُ، وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ، وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ وَاَدِرِ الحقَّ معَه حيثُ دارَ

خداوندا اِسکے دوستوں کو دوست رکھ اسکے دشمنوں کو دشمن اُس شخص کو محبوب رکھ جو اُسے محبوب رکھے اور اُس شخص پر غضب نازل فرما جو اس سے کینہ رکھے اُسکے مددگاروں کی مدد فرما اُسکا ساتھ چھوڑنے والوں کو تو بھی محروم فرما۔ اور جدھر وہ جائے حق کو اس طرف موڑ دے۔ اس خطبے کے اختتام پر جبریل امین وحی الٰہی لیکر نازل ہوئے اور یہ آیت نبی اکرم ﷺ تک پہنچائی

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (سورہ المائدہ آیت ۳)

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی"

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا :

االله اکبر االله اکبر علی اکمال الدین و اتمام النعمة و رضا الرب برسالتی و الولایة لعلی من بعدی

"خدایا تیری کبریائی کا اعلان کرتا ہوں۔ خدایا تیری کبریائی کا اعلان کرتا ہوں۔ اس بات پر کہ تو نے اپنے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو ہم پر تمام کر دیا اور تو نے میری رسالت اور میرے بعد علی کی ولایت سے اپنی خوشنودی کا اعلان کیا"۔

ولایت علمی ورسالی

رسول اکرم ﷺ قرآن وسنت ابلاغ، تشریعی علمی وتبلیغی رسالت پر بھی معمور تھے۔آپ ؐ کو پروردگار نے کون ومکاں کے علم سے نوازا تھا اور آپ ؐ کو تمام کائنات کے اولین وآخرین کے علم سے آگاہ فرمادیا تھا۔

آپ کوئی کلام بجزوحی کے نہیں فرماتے تھے۔آپ کا ہر ہر عمل قول، فعل، تقریر پر اُمت کا عمل کرنا واجب تھا۔

آپ ؐ نے اپنے بعد امت کو گمراہی سے بچنے کیلئے قرآن واہلبیت کی پیروی کا حکم دیا کہ یہ کبھی آپس میں جدا نہیں ہو سکتے تا وقتیکہ حوض کوثر پر میرے پاس تشریف لے آئیں۔إِنِّی تارِکٌ فیکم الثَّقَلَیْنِ کتابَ اللهِ وعِتْرَتی أهلَ بَیْتی ولنْ یتفرَّقا حتَّی یرِدَا علَیَّ الحوضَ " میں تمہارے درمیان دو گراں بہا چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ان میں سے ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میری عترت (میرے اہل بیت) یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے حتیٰ کہ حوضِ کوثر پر مجھ سے ملیں گے "۔

(عبید اللہ امر تسری ارجح المطالب باب سوئم حدیث نمبر ۱۳ صفحہ ۲۷، مجمع الزوائد صفحہ ۱۹۲، احیاء المیت فی الحدیثالواردة فی آل البیت صفحہ ۳، حافظ ابو نعیم حلیۃ اولیاء جلد اول صفحہ ۳۵۵، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ازالۃ الخفا)

آپ نے اپنے علم کا وارث حضرت علیؑ کو بنایا۔آپ کا ارشاد ہے:

أنا مدینة العلم وعلی بابها، فمن أراد العلم فلیأت الباب (السیوطی الجامع الصغیر حدیث نمبر ۲۶۹۰)

"میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں لہذا جو بھی علم حاصل کرنا چاہتا ہے وہ دروازے سے آئے"

تمام تشریعی امور

آنحضرت کی سنت کی پیروی اُسکی تشریح، تاویل اور عملی اظہار اہلبیت کے بتائے ہوئے طریقہ پر کرنا ہے۔یہی سنت کے حقیقی رکھوالے ہیں۔

ہم اہلبیت کے علم کے حوالے سے نبی اکرم ؐ کی چند احادیث پیش کررہے ہیں۔

اہلبیت علم الٰہی کے خزانہ دار ہیں

حضرت امام حسین نے فرمایا ہم علم کے شجر اور نبی کے اہل بیت ہیں ہمارے گھر میں جبرائیل کے نزول کی جگہ ہے اور ہم علم الٰہی کے خزانہ دار ہیں ہم وصی خدا کے معدن ہیں اور جو ہمارا اتباع کرے گا وہ نجات پائے گا اور جو ہم سے الگ ہو جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔یہی پروردگار کا عہد ہے۔ (بصائر الدرجات باب ۱۹ صفحہ ۱۰۳)

اہل بیت علم لدنی کے مالک ہیں

حضرت علیؑ فرماتے ہیں آگاہ ہو جاؤ جو علوم آدم لے کر آئے تھے اور جس کے ذریعے تمام انبیاء کو فضیلت حاصل ہوئی سب کے سب خاتم النبیین کی عترت میں پائے جاتے ہیں تو آخر تم لوگ کدھر جا رہے ہو۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: ہم سب انبیاء کے وارث ہیں رسول اکرمؐ نے حضرت علیؑ کو زیر کسا لے کر ایک ہزار کلمات کی تعلیم دی اور ان پر ہر کلمہ سے ہزار کلمات (علوم کے چراغ) روشن ہو گئے۔

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں تمہارے پیغمبر کے اہل بیت کو پروردگار نے اپنی کرامت سے مشرف کیا ہے اور اپنی ہدایت سے معزز بنا دیا ہے اپنے دین کے لئے مخصوص کیا ہے اور اپنے (خاص) علم سے فضیلت دی ہے پھر اپنے علم کا محافظ اور امین قرار دیا ہے اہل بیت امام، داعی قائد، ہادی، حاکم قاضی، ستارہ ہدایت، اسوہ حسنہ، عترت طاہرہ، امت وسطہ، صراط واضح، سبیل مستقیم، زینت نجباء اور ورثہ انبیاء ہیں۔ (بصائر الدرجات ۱۲۱ کتاب ارشاد جلد ا صفحہ ۲۳۲ تفسیر کوفی ۷ ۳۳)

اہل بیت کے تمام علوم علم نبی کا حصہ ہیں

امام حسنؑ فرماتے ہیں ہم وہ اہل بیت ہیں جنہیں علم خدا سے عالم بنایا گیا ہے اور ہم نے اس کی حکمت سے حاصل کیا ہے اور قول صادق کو سنا ہے لہذا ہمارا اتباع کرو تا کہ ہدایت پاؤ۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں اللہ نے ہماری ولایت کو فرض قرار دیا ہے اور ہماری محبت کو واجب قرار دیا ہے خدا گواہ ہے کہ ہم اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے ہیں اور نہ اپنی رائے سے کام لیتے ہیں ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار نے کہا ہے۔

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں:

اگر ہم اپنی رائے سے حدیث بیان کرتے تو اسی طرح گمراہ ہو جاتے جس طرح پہلے والے (امت کے لوگ) گمراہ ہو گئے ہم اس دلیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ جسے پروردگار نے پیغمبرؐ کو عطا کیا ہے اور انہوں نے ہم سے بیان کیا ہے ہماری ہر حدیث کی سند والد محترم (امام زین العابدینؑ امام حسینؑ) جوان بزرگواران کے والد (حضرت علیؑ) پیغمبر اسلام اور آخر میں جبرئیل امین ہیں۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۱۵۳ اعلام الوری ۲۹۴ حلیۃ الابرار جلد ۲ صفحہ ۹۵)

اہل بیت اعلم الناس ہیں

رسول اکرمؐ نے فرمایا یاد رکھو کہ میری عترت کے نیک کردار میرے خاندان کے پاکیزہ نفس افراد بچوں میں سب

سے زیادہ ہوشمند اور بزرگوں میں سب سے زیادہ صاحب علم ہوتے ہیں۔ خبردار انہیں تعلیم نہ دینا کہ یہ تم سب سے اعلم ہیں یہ نہ تمہیں ہدایت کے دروازہ سے باہر لے جائیں گے اور نہ گمراہی کے دروازے میں داخل کریں گے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔

انبیاء وائمہ (اہل بیت) وہ ہیں جنہیں پروردگار توفیق دیتا ہے اور اپنے علم و حکمت کے خزانہ سے وہ سب کچھ عنایت کر دیتا ہے جو کسی کو نہیں دیتا ہے ان کا علم تمام اہل زمانہ کے علم سے بالاتر ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے کیا جو شخص حق کی ہدایت دیتا ہے وہ زیادہ پیروی کا حقدار ہے یا وہ شخص جو اس وقت تک ہدایت بھی نہیں پاتا ہے جب تک اسے ہدایت نہیں دی جائے آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے اور تم کیا فیصلہ کر رہے ہو (سورۃ یونس آیت ۳۵) دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے جسے حکمت دے دی جائے اسے خیر کثیر دے دیا گیا" پھر جناب طالوت کے بارے میں ارشاد ہوا ہے اللہ نے انہیں تم سب میں منتخب قرار دیا ہے اور علم و جسم کی طاقت میں وسعت عطا فرمائی ہے اور اللہ جس کو چاہتا ہے ملک عنایت کرتا ہے کہ وہ صاحب وسعت بھی ہے اور صاحب علم بھی ہے۔"

(سورہ بقرہ آیت ۲۴۷)

اہل بیت علم و فہم کا مرکز ہیں

جناب بی بی فاطمہ صغریٰ نے واقعہ کربلا کے بعد بازار کوفہ میں ہجوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے اہل کوفہ! اے مکاری غداری اور فریب کاری کے پتلو ہم وہ اہل بیت ہیں جن کے ذریعہ پروردگار نے تمہارا امتحان لیا ہے اور بہترین امتحان لیا ہے اس نے اپنے علم و فہم کا مرکز ہمیں بنایا ہے اور ہم اسکے علم کا ظرف و حکمت کا محل اور زمین پر بندوں پر اس کی حجت ہیں اس نے ہمیں اپنی کرامت سے مکرم بنایا اور اپنے نبیؐ کے ذریعے تمام مخلوقات سے افضل قرار دیا۔

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی جلد ا صفحہ ۲۷۶ تحف العقول صفحہ ۱۴۴۱ احتجاج جلد ۲ صفحہ ۱۰۶)

اہل بیت معدن رسالت ہیں

حضرت عبداللہ ابن عباس آیت فاسئلوا اہل الذکر کی تفسیر فرماتے ہیں کہ یہ حضرات محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہیں کہ یہی اہل ذکر و علم و عقل و بیان میں یہی نبوت کے اہل بیت رسالت کے معدن اور مرکز نزول ملائکہ ہیں۔ یزید کے والی مدینہ ولید بن عتبہ نے جب امام حسینؑ کو بیعت لینے کے لئے طلب کیا آپ نے فرمایا: اے حاکم ہم لوگ نبوت کے اہل بیت ہیں اور رسالت کے معدن ملائکہ کی آمد و رفت ہمارے گھر رہتی ہے اور رحمت کا نزول ہمارے گھر ہوتا ہے ہمارے ہی ذریعہ پروردگار نے (کائنات) کو شروع کیا ہے اور ہم ہی پر ہر امر کا خاتمہ ہے۔ (مقتل ابو بکر خوارزمی جلد ا صفحہ ۱۸۴)

اہل بیت ستون حق ہیں

حضرت علیؑ فرماتے ہیں ہم (اہل بیت) حق کے داعی خلق کے امام اور صداقت کی زبان ہیں جس نے ہماری اطاعت کی سب کچھ حاصل کر لیا اور جس نے ہماری مخالفت کی وہ ہلاک ہو گیا۔ (غرر الحکم حدیث نمبر ۹۹۲۹)

اہل بیت معیار حق و باطل ہیں

حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ سے خطاب کر کے فرمایا: جس سے تمہاری جنگ ہے اس سے میری جنگ ہے جس سے تمہارے صلح ہے اس سے میری صلح ہے۔

(سنن ترمذی شریف جلد ۵ صفحہ ۲۹۹، ۳۸۷، سنن ابن ماجہ جلد ا صفحہ ۵۲، ۱۴۵)

اہل بیت کا کسی دوسرے سے قیاس نہیں کیا جا سکتا

حضرت علی فرماتے ہیں: ہم اہل بیت (نجیب) افراد میں ہماری اولاد انبیاء کی اولاد ہیں اور ہمارا گروہ اللہ کا گروہ ہے ہمارا باغی شیطانی گروہ ہے اور جو ہمارے اور دشمن کے درمیان مساوات قائم کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

(فضائل صحابہ احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۲۷۹)

پیغمبر اسلام ﷺ کی محبوب ترین ہستیاں

جمیع بن عمر التیمی روایت کرتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے پاس حاضر ہوا اور میری پھوپھی نے سوال کیا کہ رسول اکرمؐ کی سب سے زیادہ محبوب شخصیت کون تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: فاطمہؑ پھوپھی نے پوچھا مردوں میں؟ فرمایا ان کے شوہر وہ ہمیشہ دن میں روزہ رکھتے تھے اور رات بھر نمازیں پڑھا کرتے تھے۔

(سنن ترمذی شریف جلد ۵ صفحہ ۷۱ حدیث نمبر ۳۸۷۴)

تمام کائنات سے افضل ترین خلائق

رسول اکرمؐ نے فرمایا تمہارے بزرگوں میں سے سب سے بہتر علی ابن ابی طالبؑ ہیں تمہارے جوانوں میں سب سے افضل حسنؑ و حسینؑ اور تمہاری عورتوں میں سب سے بالاتر فاطمہؑ بنت محمدؐ ہیں۔ (تاریخ بغداد جلد ۴ صفحہ ۳۹۲)

اہل بیت دین کا آغاز وانجام ہیں

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ ایھاالناس ! تم لوگ کدھر جارہے ہو۔اور تمہیں کدھر لے جایا جارہا ہے اللہ نے ہمارے ذریعہ تمہارے اول کو ہدایت دی ہے اور ہمارے ہی ذریعہ آخر میں (کائنات کا) اختتام کرے گا۔(ابو بکر الحفرمی ابن شہر آشوب جلد ۴ صفحہ ۱۸۹)

میرے اہل بیت امت کے لئے امان ہیں

مسلمہ بن الاکوع سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت امت کے لئے امن و نجات کا مرکز ہیں۔(مسند ابی شیبہ مسند ابو یعلی ابو عمر الغفاری، تفسیر الکبیر)

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں جب ستارے جاتے رہیں گے تو آسمان والے بھی جاتے رہیں گے اور جب میرے اہل بیت ہلاک ہو جائیں گے تو اہل زمین والے بھی مارے جائیں گے۔

(مسند احمد بن حنبل ابو یعلی طبرانی معجم الکبیر احیاالمیت سیوطی)

اہل بیت امت میں اتحاد کی علامت ہیں

بی بی فاطمہؑ اپنے مشہور خطبہ میں ارشاد فرماتی ہیں۔

پروردگار نے ایمان کو لازم قرار دیا تاکہ تمہیں شرک سے پاک کرے اور ہماری اطاعت کو ملت کا نظام اور ہمارے امامت کو تفرقہ سے امان کا ذریعہ قرار دیا ہماری محبت عزت اسلام ہے ہم ہمیشہ حکم دیتے رہے تم عمل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اسلام کی چکی ہماری بدولت چلنے لگی اور فوائد حاصل ہونے لگے۔ شرک کا نعرہ دب گیا اور جنگ کی آگ بجھ گئی اور ہنگاموں کی آواز دھیمی پڑ گئی اور دین کا نظام مرتب ہو گیا۔ (بلاغات النساء صفحہ ۳۰)

اہل بیت رحمت کا گھرانہ اور علم کا معدن ہیں

رسول اکرمؐ نے فرمایا: ہم وہ اہل بیت ہیں جنہیں پروردگار نے پاکیزہ قرار دیا ہے ہم شجرہ نبوت اور مرکز رسالت ہیں ہمارے گھر ملائکہ کی آمد ورفت رہتی ہے ہمارا گھرانہ رحمت کا ہے اور ہم علم معدن ہیں۔(در منثور جلد ۶ صفحہ ۲۰۶ حافظ سیوطی)

اہل بیت اوصیاء خدا ہیں

امام حسینؑ نے فرمایا: پروردگار عالم نے حضرت محمدؐ کو تمام مخلوقات میں منتخب قرار دیا ہے انہیں نبوت سے سرفراز کیا رسالت کے لئے انتخاب کیا ہے اس کے بعد جب انہیں واپس بلالیا اس وقت جب وہ بندوں کو نصیحت کر چکے اور پیغام الٰہی کو پہنچا چکے تو ہم ان کے اولیاء اوصیاء ورثہ اور تمام لوگوں سے زیادہ ان کی جگہ کے حقدار تھے لیکن قوم نے ہم پر زیادتی کی تو ہم خاموش ہو گئے اور ہم نے کوئی تفرقہ پسند نہیں کیا۔ بلکہ عافیت کو ترجیح دی جبکہ ہمیں معلوم ہے کہ ہم ان تمام لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں جنہوں نے اس جگہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۹ صفحہ ۱۵۷ تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۳۵۷ از ابو عنان نہدی)

اہل بیت حق کے راستہ پر ہیں

حضرت علیؑ نے فرمایا: پروردگار نے ہم اہل بیت کو فضیلت عنایت فرمائی ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ اس نے ہمارے بارے میں آیت تطہیر نازل کی ہے اور ہمیں تمام برائیوں سے پاکیزہ قرار دیا ہے چاہے کھلی ہوئی ہوں یا مخفی ہوں۔ ہم ہی ہیں جو حق کے راستہ پر ہیں۔

(تاویل آیات طاہرہ صفحہ ۴۵)

اہل بیت بہترین ریسمان ہدایت ہیں

امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں اہل بیت ایک مبارک شجرہ کی شاخیں ہیں اور ان منتخب افراد کی نسل ہیں جنہیں ہر رجس سے دور رکھا گیا ہے اور کمال فضیلت کی منزل پر فائز کیا گیا ہے۔ اللہ نے انہیں تمام عیوب سے دور رکھا ہے اور ان کی مودت کو قرآن میں واجب قرار دیا ہے۔ یہی عروۃ الوثقیٰ ہیں اور یہی معدن تقویٰ ہیں بہترین ریسمان ہدایت اور مضبوط ترین وسیلہ نجات ہیں۔

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۲، ینابیع المودۃ جلد ۲ صفحہ ۳۶۷)

اہلبیت اعلم الناس ہیں

حضرت علیؑ فرماتے ہیں، اگر صحیح علم درکار ہے تو اہلبیت سے حاصل کرو کہ اسکا علم ہمیں دیا گیا ہے۔ ہمیں حکمت کی شرح و حرف آخر کہا گیا ہے جو عالمین میں سے کسی کو نہیں دیا گیا ہے۔ جو علم بھی اس گھر سے " نہ " نکلا ہو سمجھ لو کہ باطل اور بیکار ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، یاد رکھو کہ میرے عترت کے نیک کردار اور میرے خاندان کے پاکیزہ افراد بچوں میں سب سے زیادہ ہوشمند اور بزرگوں میں سب سے زیادہ صاحب علم ہوتے ہیں خبردار انہیں تعلیم نہ دینا۔ کہ یہ تم میں سے سب سے اعلم ہیں یہ تمہیں ہدایت کے راستے سے باہر لے جائیں گے۔ اور نہ گمراہی کے دروازے میں داخل کریں گے۔ (شرح نہج البلاغہ معتزلی)

اہلبیت وارثِ علوم انبیاء ہیں

امام جعفر صادق نے فرمایا، "داؤد "علوم انبیاء کے وارث تھے اور سلیمان داؤد کے وارث اور حضرت محمد ﷺ سلیمان کے وارث تھے اور ہم حضرت محمد ﷺ کے وارث ہیں ہمارے پاس حضرت ابراہیم کے صحیفے اور حضرت موسیٰ کی تختیاں موجود ہیں۔

(اصول کافی صفحہ ۲۲۵)

اہلبیت علم الکتاب ہیں

امام حسینؑ نے فرمایا، ہم وہ ہیں کہ جس کہ پاس کل کتاب کا علم اور اسکا موجود ہے اور ہمارے علاوہ ساری مخلوقات میں کوئی ایسا نہیں اس لئے ہم اسرار الٰہیہ کے اہل ہیں۔ (مناقب ابن شہر آشوب جلد ۴ صفحہ ۵۲)

امام جعفر صادقؑ "آیت شریفہ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۔ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ" (سورہ الرعد آیت ۴۳) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا قال ذی عندہ علم الکتاب ہم ہی وہ ہیں جنکے پاس ساری کتاب کا علم موجود ہے۔ (بصائر الدرجات جلد ۲ صفحہ ۲۱)

اہلبیت تاویل قرآن ہیں

حضرت علیؑ فرماتے ہیں، رسولؐ پر کوئی بھی آیت نازل نہیں ہوئی مگر یہ کہ مجھے سنا بھی دیا اور لکھا بھی دیا۔ اور میں نے اپنے قلم سے لکھ دیا۔ اور پھر مجھے اسکی تاویل و تفسیر سے بھی باخبر فرمادیا اور ناسخ اور منسوخ اور محکم اور مشابہ اور خاص و عام بھی بتائے۔

(اصول کافی جلد ۱ صفحہ ۶۴)

عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں، قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے۔ اور ہر حرف کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور علی ابن ابی طالب کے پاس ظاہر کا علم بھی ہے اور باطن کا بھی۔ (حلیۃ الاولیاء ابو نعیم جلد ۱ صفحہ ۶۵)

امام باقرؑ فرماتے ہیں کسی شخص کے امکان میں نہیں ہے کہ ہمارے پاس تمام قرآن کے ظاہر اور باطن کا علم ہے سوائے اوصیائے پیغمبر اسلام کے۔ (اصول کافی جلد ۱ صفحہ ۲۲۸)